خوب پھیلایا۔

ٹیلی فون پر..... بین الاقوامی کریمنل کورٹ کے حکم پر اپنے اطمینان کا اظہار کرنے کے بعد، جیم کے لیڈر نے وارننگ دیتے ہوئے کہا کہ ''اگر بشیر سرنڈر نہیں کرتے تو ہم انہیں ان کے محل سے کھینچتے ہوئے باہر لے آئیں گے۔''... ''وہ کہتے ہیں کہ ہم اتنے طاقتور نہیں ہیں مگر ہم انہیں جلد ہی اپنی طاقت دکھا دیں گے۔ کورٹ کے فیصلے نے ہم سب کو طاقتور بنا دیا ہے۔لیکن جس چیز نے ہمیں اس سے بھی زیادہ طاقتور بنایا ہے وہ افریقی اور عرب ملکوں کے لیڈروں کا احمقانہ موقف ہے، یہ لوگ شہری آبادی کے بجائے مجرموں کا دفاع کر رہے ہیں۔'' ابراہیم خلیل نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا: ''جو لوگ بشیر کی حمایت کر رہے ہیں، یہ وہ لیڈر ہیں جنہوں نے خود اپنے عوام کا بھی قتل عام کیا ہے۔ان سے بمشکل ہی یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے ایک ساتھی کا مجرم قرار دیا جانا تسلیم کریں گے۔ان نام نہاد شرفاء میں سے بیشتر کو عدالت کے سامنے کھینچ بلایا جانا چاہیے تاکہ انہوں نے بے بس شہریوں کے خلاف قتل و غارت کی جو کارروائیاں کی ہیں، ان کا فیصلہ ہو سکے۔ ہیگ کا فیصلہ واضح انتباہ ہے کہ انہیں یہ ظالمانہ قتل و غارت گری بند کر دینی چاہیے۔''

اپیل..... عدالتی حکم کے بعد بشیر ذرّہ برابر جواز اور اعتبار بھی کھو چکے ہیں۔ان کے ساتھ معاملات طے کرنے کا ہر امکان ختم ہو چکا ہے۔وہ ایک عام مجرم ہیں اور ان سے ویسا ہی برتاؤ کیا جانا چاہیے۔ہم قطر کے شہر دوحہ میں ان سے بات چیت کر رہے تھے مگر اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم ان جیسے قصائی سے بات نہیں کر سکتے۔ایک ظالم و جابر سے مذاکرات کریں؟ اس کی کوئی گنجائش نہیں۔میں سلامتی کونسل سے ایک اپیل کر رہا ہوں کہ بین الاقوامی وارنٹ برائے گرفتاری کو ملتوی کرنے کی درخواستوں پر غور نہ کیا جائے۔ایسا کوئی فیصلہ ان تمام ڈکٹیٹروں کو نئی طاقت عطا کر دے گا جنہوں نے محض عدالت کا سامنا کرنے کے خوف سے اپنے رویے میں نرمی پیدا کر لی ہے۔اگر انہیں یہ اطمینان ہو گیا کہ وہ اس سے نجات پا سکتے ہیں تو وہ اپنی مرد آہن والی چالوں پر از سر نو اتر آئیں گے''.... عرب لیگ، جو در اصل ڈکٹیٹروں کا کلب ہے، اس کا رویہ بھی نا قابل اطمینان ہے۔یہ لیڈروں کا ایسا مجموعہ ہے جو اپنے ملکوں کے بجائے صرف اپنے ذاتی مفاد سے غرض رکھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ سب عوام کے خلاف ایک جتھے کی شکل میں متحد ہیں۔ جہاں تک ان کا تعلق ہے تو ان کے نزدیک ایک قتل عام اتنا ہی اچھا ہے جتنا دوسرا قتل عام۔یہ لوگ انصاف

کے لیے فکر مند نہیں ہیں۔ یہ صرف اپنے مفادات کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں۔انہیں اپنے آپ سے شرم آنی چاہیے۔ ہم انہیں کھلے لفظوں میں ببانگ دہل بتا رہے ہیں کہ آپ مجرموں کو تحفظ دے رہے ہیں۔ بین الاقوامی جمہوری برادری کو اپنے آپ کو ڈرائے دھمکائے جانے کی اجازت کسی کو نہیں دینی چاہیے۔ ہم افریقی عوام کے حالات زندگی کو بہتر بنانے کی بات کیسے کر سکتے ہیں جب کہ ان کا محض زندہ رہنا بھی ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے؟ بشیر جیسے جابروں سے نجات کا مطلب لوگوں کی زندگیوں کو بچانا ہے۔ اس شخص کو اقتدار میں رہنے دینے کا مطلب اس کے قتل و غارت اور نسلی صفائی کو جائز تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ ہم نے بین الاقوامی عدالت کو بتا دیا ہے کہ ہم اسے اپنا مکمل تعاون فراہم کریں گے۔ ہم انہیں منہ بولتے ثبوت مہیا کریں گے تاکہ وہ نسل کشی کے الزام میں از سر نو تحقیقات شروع کریں۔ ہم جانتے ہیں کہ اس شخص نے گاؤں کے گاؤں جلانے، عورتوں کی آبروریزی کرنے اور کنوؤں میں زہر ڈالنے کے باقاعدہ احکامات جاری کیے جن کا مقصد پورے پورے قبیلوں کو فنا کر دینا تھا۔ کیا یہ نسل کشی نہیں ہے[1]؟''

دارفور کا تنازع۔ دونوں رخ

بی بی سی نے "Q&A:Sudan's Darfur conflict" کے عنوان سے ۱۸ فروری ۲۰۰۹ء کو سوال جواب کی شکل میں مرتب کی گئی اپنی ایک رپورٹ میں اس تنازع کا خلاصہ پیش کیا تھا جس میں باغی تنظیموں کے ساتھ ساتھ حکومت سوڈان کا موقف بھی شامل کیا گیا ہے، اس رپورٹ کے بعض حصوں کا ترجمہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ معاملے کو بہتر طور پر سمجھنے کی کوشش کی جا سکے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے:

''یہ تنازع دارفور کے ریگستانی اور افلاس زدہ خطے میں ۲۰۰۳ء کے اوائل میں اس وقت پھوٹ پڑا جب ایک باغی گروپ نے سرکاری اہداف پر اس الزام کے ساتھ حملے شروع کیے کہ خرطوم کالے افریقیوں کو عربوں کی حمایت میں ظلم اور بے انصافی کا نشانہ بنا رہا ہے۔ دارفور اس سے پہلے کئی سال سے زمین کے بطور چراگاہ استعمال کے حق پر، بنیادی طور پر عرب خانہ بدوشوں اور فور، مسالیت اور زغاوہ قبائل کے

۱۔ بحوالہ:

http://www.corriere.it/english/09_marzo_06/khalil_ibrahim11de-91a6-00144f02aabc.shtml

درمیان کشیدگی کا سامنا کرتا چلا آ رہا تھا۔''

حکومت سوڈان نے باغیوں کی کارروائیوں کا کس طرح جواب دیا؟ اس حوالے سے رپورٹ بتاتی ہے کہ ''باغیوں کے حملوں کے نتیجے میں حکومت ''خود حفاظتی ملیشیاؤں'' کی جانب سے نقل و حرکت کو تسلیم کرتی ہے۔ لیکن جنجوید (گھڑ سواروں) سے کسی بھی تعلق کا وہ انکار کرتی ہے جن پر علاقے کے کالے افریقیوں کا صفایا کرنے کی کوشش کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جبکہ دارفور کے پناہ گزینوں کا کہنا ہے کہ حکومت کے جہازوں سے کی جانے والی بمباری کے ساتھ ساتھ جنجوید دیہی علاقوں میں گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر آتے ہیں، مردوں کو ذبح اور عورتوں کو بے آبرو کرتے ہیں اور جو کچھ ہاتھ لگے لوٹ لے جاتے ہیں۔''

رپورٹ کے مطابق ''امریکا اور انسانی حقوق کی بعض تنظیموں نے اگرچہ الزام لگایا ہے کہ دارفور میں نسل کشی کی جا رہی ہے مگر اقوام متحدہ کی ایک تحقیقاتی ٹیم نے یہاں نسل کشی کا کوئی ثبوت نہیں پایا گو اس کے مطابق جنگی جرائم کا ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ سوڈان کی حکومت اس بات سے انکار کرتی ہے کہ جنجوید کو وہ کنٹرول کر رہی ہے اور صدر بشیر انہیں چوروں اور جرائم پیشہ افراد کا گروہ قرار دے چکے ہیں۔ خرطوم میں سیکورٹی فورسز کے بعض ایسے ارکان کے خلاف مقدمات چلانے کا اعلان کیا گیا ہے جن پر زیادتیوں میں ملوث ہونے کا شبہ ہے... لیکن یہ اقدام، مشتبہ افراد کو بین الاقوامی کریمنل کورٹ میں مقدمے سے بچانے کے لیے کی گئی کارروائی کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔''

دارفور میں شہری آبادی پر کیا گزری؟ اس سوال کے جواب میں بی بی سی کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ''اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ ۲۷ لاکھ سے زیادہ باشندے اپنے گھر چھوڑ چکے ہیں اور دارفور کے بڑے شہروں کے قریب واقع کیمپوں میں پناہ گزیں ہیں۔ دارفوریوں کا کہنا ہے کہ جنجوید کیمپوں کے باہر گشت کرتے رہتے ہیں اور اگر پناہ گزیں پانی یا جلانے کی لکڑی کی تلاش میں دور نکل جائیں تو مرد ان کے ہاتھوں ذبح ہو جاتے ہیں اور عورتوں کی عزت لوٹ لی جاتی ہے۔ پڑوس کے ملک چاڈ میں بھی بے گھر ہونے والے دو لاکھ کے قریب دارفوریوں نے پناہ لی ہے۔ لیکن ان میں سے بیشتر چھ سو کلومیٹر لمبی سرحدی پٹی میں واقع کیمپوں میں مقیم ہیں اور سوڈان سے ہونے والے حملوں سے غیر محفوظ ہیں۔ چاڈ کے مشرقی علاقوں میں آبادی کی نسلی تقسیم دارفور ہی کی طرح ہے اور یہاں بھی سرحدی علاقوں میں تشدد کے واقعات